۴۰

اِرشاداتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مع مختصر سوانح حیات

مرتب

ابوعذرا محمد نعیم الدین رِفعتؔ برکاتی

ناشر: ماتُرِیدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

۴۰

ارشاداتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ از ملفوظاتِ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ

مرتب

محمد نعیم الدین رفعت

ناشر: ماتریدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

نام کتاب.................. ۴۰ ارشاداتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرتب...................... ابوعذرا محمد نعیم الدین رفعت برکاتی
نظر ثانی.............. حضرت علامہ قاری اعجاز احمد رضوی صاحب مدھوبنی، مقیم حال ممبئی
معاونین.............. محترم المقام محمد رمضان رضا ماتریدی صاحب مالیگاؤں
❀ حضرت مولانا عقیل رضا صاحب قبلہ، پورنیہ بہار، مقیم حال آلدور کرناٹک
❀ حضرت مولانا قاری شمشاد احمد کمالی امجدی صاحب قبلہ، چھپرہ، بہار
سن اشاعت.............. بموقعۂ عرسِ رضوی ۲۰۲۲ء
ناشر.................... ماتریدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

تصحیح نقل و کتابت کا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم کہیں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں اس ای میل پر ضرور مطلع فرمائیں، ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

khidmatekhalque639@gmail.com

فہرست

شرف انتساب

مَادَرِ عِلمِیُ

دارالعلوم

رحمانیہ تیغیہ نگرہ، چھپرہ، بہار

اور اپنے تمام اساتذۂ کرام کے نام انتساب کرتا ہوں

بَرائے ایصالِ ثوَاب

مِیرے مُشفق والدِ گرامی

مرحوم حاجی محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ

و جملہ مرحومین خاندان

بحرِ علوم و حکمت سرکار اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

بحرِ علوم و حکمت سرکار اعلیٰ حضرت
میخارِ جامِ وحدت سرکار اعلیٰ حضرت

پہچانِ اہلِ سنت سرکار اعلیٰ حضرت
تحریر جن کی حجت سرکار اعلیٰ حضرت

اللہ رے وہ عظمت اغیار کو بھی دیکھو
ہے اعترافِ عظمت سرکار اعلیٰ حضرت

دے کر ہمیں یہ کنزالایمان در حقیقت
دے دی عظیم دولت سرکار اعلیٰ حضرت

تفسیر و فقہ ہو یا ، ہو شاعری ، تصوف
ہر فن کی ہیں ضرورت سرکار اعلیٰ حضرت

وہ ذات آپ کی ہے وہ مرتبہ ہے جس پر
نازاں ہیں ملک و ملت سرکار اعلیٰ حضرت

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
کہتی ہے ساری خلقت سرکار اعلیٰ حضرت

اہلِ قلم کا طبقہ کہتے ہیں برملا یہ
اعلیٰ ہے تیری سیرت سرکار اعلیٰ حضرت

چشمِ جہان تم پر مرکوز ہوں نہ کیوں کر
تم ہو نشانِ قدرت سرکار اعلیٰ حضرت

ہے آرزوئے قلبِ رفعتؔ پسند کر لیں
میری لکھی یہ مدحت سرکار اعلیٰ حضرت

از قلم: محمد نعیم الدین رفعتؔ برکاتی

تقریظ جلیل

نباضِ قوم، اعجاز الشعراء حضرت علامہ قاری اعجاز احمد رضوی صاحب قبلہ، مدھوبنی، مقیم حال ممبئی

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارا ہر بچہ، ہر جوان، ہر ضعیف العمر شخص امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے واقف ہو، ان کے کارنامے سے واقف ہو، ان کی دینی خدمات سے واقف ہو، تاکہ پتہ چلے کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات کیا ہے ان کی تعلیمات کیا ہیں، ان کے اقوال کیا ہیں۔

آج ہمارے بچوں کو ہمارے اسلاف کے اقوال، ان کے اخلاق و کردار، ان کی سیرت، ان کی بہادری، شجاعت، سخاوت، عدالت کے واقعات سے دور کیا جا رہا ہے، اور کفار کے ہتھکنڈے تو دیکھیں کہ اپنے رہنماؤں کے اقوال و ذات کو اسکولی کتابوں میں چھاپ کر ہمارے بچوں تک پہنچا رہے ہیں اس سے یہ ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین بتوں کے پجاریوں کی محبت، تعظیم و توقیر ہمارے بچوں کے دلوں میں منقش ہو جاتی ہے۔ آپ نے اکثر بچوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہو گا کہ گاندھی جی نے یہ کہا ہے فلاں جی نے یہ کہا ہے۔ لیکن آپ نے اپنے بچوں کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا ہو گا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا، عثمانِ غنی، حضرتِ علی، امامِ اعظم ابو حنیفہ، حضور غوثِ اعظم و حضور خواجہ معین الدین چشتی اور حضور اعلی حضرت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ کہا، کتنی شرم کی بات ہے کہ آج ہمارا بچہ کفار و مشرکین کے بڑے بڑوں کی راگ توالاپے مگر اپنے اسلاف کا نام تک نہ جانے یہ کتنا بڑا المیہ ہے

حضرت العلام علامہ قاری نعیم الدین رفعت برکاتی صاحب قبلہ نے انہی تمام باتوں کے پیشِ نظر اس رسالے کو ترتیب دیا تاکہ لوگ اپنے اسلاف کو اپنے محسن کو قریب سے جانیں، ان کی تعلیمات سے استفادہ کرے، ان کے سیرت و کردار اور اخلاق کو اپنائے۔ حضرت علامہ نعیم الدین رفعت برکاتی صاحب قبلہ محتاجِ تعارف نہیں ہیں حضرت قبلہ ادیب تو ہیں ہی، ساتھ ساتھ استاذ الشعرا و المبصرین بھی ہیں، حضرت کے تخییلات کی اڑان اوجِ ثریا سے بالا ہوتی ہے۔ ادب کی دنیا میں کافی عرصے سے فعال و متحرک ہیں،، موصوف قبلہ کی نظر ہمیشہ وقت اور حالات پر ہوتی ہے

چونکہ دورِ حاضر میں انسان اتنا مصروف ہو گیا ہے کہ اتنا وقت ہی نہیں نکال پاتا کہ کسی ضخیم کتاب کا مطالعہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے اس پر فتن دور میں اسلام دشمن طاقتیں گوناگوں حربے استعمال کرکے مسلمانوں کا ایمان، قلب سے عشقِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سلب کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہے، جب دیکھا کہ دو گھنٹوں تین گھنٹوں والی فلمیں دیکھنے سے لوگ جی چرا رہے ہیں تو ٹک ٹاک جیسے شارٹ ویڈیوز والے ایپ کو لانچ کیا اور اس کے طریقے کو اپناتے ہوئے اب یوٹوب نے بھی شارٹ ویڈیوز پر زور دیا اور اسے خوب پرموٹ کر رہا ہے جس سے فحاشی و عریانیت کو خوب فروغ ملا، آج اکثر لوگ اس ایپ کی روحانی بیماری میں مبتلا ہیں، جو شخص اس ایپ پر جاتا ہے کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے واپس نہیں ہوتا، خیر بات طویل ہو جائے گی

یہی وجہ ہے کہ حضرت موصوف قبلہ رسالے کی صورت میں وقت کی ضرورت کے تحت کتابیں تصنیف فرمارہے ہیں تاکہ ہر خواص و عام فائدہ اٹھا سکے، اس کتاب کا میں نے بالاستیعاب بغور مطالعہ کیا خوب استفادہ کیا دینِ متین کی خدمت میں موصوف قبلہ ہمہ تن گوش مصروف ہیں وقت اور حالات کے پیشِ نظر پے در پے کتابوں کی تصنیف اس کا بات ثبوت ہے کہ موصوف قبلہ کے اندر دین کا بہت درد ہے، توقع ہے کہ اس رسالے "۴۰ ارشاداتِ اعلیٰ حضرت" کو لوگ ہاتھوں ہاتھ لے کر مستفید ہوں گے اور اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ جل جلالہ

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ حضرت علامہ نعیم الدین رفعتؔ برکاتی صاحب قبلہ کے قلم میں مزید توانائی اور انہیں عمرِ خضری عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر العباد

اعجاز احمد رضوی غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات سے جہانِ علم و ادب میں بھلا کون ناواقف ہو گا؟ اپنے ہوں یا بے گانے اگر علم و ادب سے لگاؤ ہے تو وہ ضرور بالضرور آپ کی شخصیت اور خدماتِ دین و سنت سے واقف ہو گا، کیونکہ آپ نے علم و ادب کے میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ رہتی دنیا تک کے لیے سامانِ ہدایت اور یادگار ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک ساعت خدمتِ دینِ مصطفےٰ ﷺ اور اصلاحِ امتِ مسلمہ میں صرف کر دیا، اور اپنے دور کے اٹھنے والے تقریباً تمام تر فتنوں کا خم ٹھوک کر مقابلہ کیا۔

امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے مختلف پہلوؤں پر اہلِ علم حضرات نے بے شمار کتب و رسائل اور مضامین لکھتے رہے، ہنوز لکھ رہے ہیں، اور ان شاء اللہ جل جلالہ قیامت تک لکھتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الرحمہ کو وہ فضل و شان عطا فرمایا کہ آپ کی حیات مبارکہ کے الگ الگ پہلوؤں پر یونیورسٹیوں میں نہ جانے کتنے محققین حضرات نے "ڈاکٹریٹ" کی ڈگریاں حاصل کر لیں، ابھی کتنے کر رہے ہیں اور مزید کرتے رہیں گے۔ احقر العباد محمد نعیم الدین رفعت نے بھی فیضانِ رضا کی حصولیابی کے لیے اس مختصر سے رسالے کو ترتیب دیا ہے، جس میں امام اہلسنت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی درخشاں حیات کا مختصر تعارف اور آپ کی عادات و خصائل کے علاوہ بالخصوص آپ کے ۴۰ چالیس ارشادات کو جو کہ "الملفوظ" سے ماخوذ ہیں ترتیب دیئے ہیں۔ ہمارے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور ان کے علوم و فنون کو سمجھنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے اس کے متعلق حضرت سید وجاہت رسول قادری صاحب فرماتے ہیں:

> امام احمد رضا کے علوم کو سمجھنے کے لئے امام احمد رضا کی شخصیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے، "عشق رسول" میں پوشیدہ قوت و طاقت کے ادراک اور "علم لدنی" کی پہچان اور اس سے فیضیاب یاب ہونے کی صلاحیت و استطاعت کی ضرورت ہے۔ ان کی تصانیف کے مطالعہ کے لئے علوم روحانی کی ضرورت ہے۔ ان کی عبارات و غزلیات سے مستفیض ہونے کے لئے "عقل نورانی" اور ان کے ملفوظات سے استفادے کے لئے "فراست ایمانی" کی ضرورت ہے۔ ان کے فتاویٰ کی تفہیم کے لئے علوم زمانہ کی فراوانی کی ضرورت ہے۔ ان

کے "نغمہ ہائے محبت رسول" کو سننے سمجھنے اور گنگنانے کے لئے ذوق وجدانی اور عمل "فاتبعونی" کی ضرورت ہے۔ ان کی منطق کے ادراک کے لئے متکلم حقیقی کی ضرورت ہے۔ ان کے فلسفے کو سمجھنے کے لئے اک "دانش نورانی" کی ضرورت ہے۔ لیکن ان کے تمام علوم کا خلاصہ ان کی تمام تصانیف کا نچوڑ ان کا نظریہ زندگی اور عنوان حیات ان کے فلسفہ و فکر کا عطر مجموعہ "عشق مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم" اور صرف "عشقِ مصطفیٰ" ہے خود فرماتے ہیں:

جان ہے عشق مصطفےٰ اور فزوں کرے خدا

(معارفِ رضا،۱۹۹۸ء، ص۹)

آپ علیہ الرحمہ کے رسالے یا محض کسی مسئلے پر فتویٰ ہی کو دیکھ لیں اس طرح سے حوالوں کے انبار اور متقدمین ومتاخرین علماء وفقہاء کرام کی آراء سے مرصع ومزین نظر آتا ہے کہ دل آپ کی شانِ فقاہت پر عش عش کرنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی علمی شان کے خطبے اپنے تو خیر اپنے ہیں غیر بلکہ اشد قسم کے مخالفین ومعاندین بھی پڑھے بغیر نہیں رہ پائے۔ اور آپ پر بے جا الزام و بہتان لگانے کے باوجود مخالفین ومعاندین نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا اور آج بھی کر رہے ہیں۔ جس پر ان کی تحاریر وتقاریر شاہد ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لیے محترم محمد افضال حسین نقشبندی مجددی صاحب قبلہ کی تصنیف "**محاسنِ اعلیٰ حضرت**" ملاحظہ فرمائیں۔ یاماتریدی ریسرچ سینٹر مالیگاؤں شے شائع شدہ ضخیم کتاب **امام اہلِ سنت اور مخالفین** ملاحظہ فرمائیں۔

احقر العباد

حیات مبارکہ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو جب اس دنیا میں بھیجتا ہے تو ان کی آمد کی شان دنیا والوں سے ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ولادت سے قبل ہی بسا اوقات ایسے ایسے عجیب و غریب واقعات رونما ہوتے ہیں جن سے اس بندۂ مومن کی شان کا اظہار ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چونکہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب بندوں میں بھی خاص مقام و منزلت کا حامل بنایا ہے اس لیے ان کی آمد سے قبل ہی ان کی علمی شان و عظمت کی بشارت دے دی گئی۔ چنانچہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> جس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ بطن مادر میں تھے آپ کے والد ماجد نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے کچھ پریشانی سی لاحق ہوئی رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح اٹھے تو بھی اس کی تشویش باقی تھی صبح حضرت سراپا فیض و برکت علامہ مولانا رضا علی خاں اور اپنے والد ماجد علیہما الرحمہ سے خواب بیان فرمایا، حضرت ممدوح نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہیں ایک فرزند عطا فرمائے گا جو علم کا دریا بہائے گا جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔ (حیاتِ اعلی حضرت، اول، ص ۹۲)

ایسے متعدد واقعات ہیں جن سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے علم و کمال کی پیشن گوئیاں دی گئی ہیں۔ اور پھر آخر کار وہ دن بھی چشمِ فلک نے دیکھا جب:

> اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ ۱۹۱۳ب بروز ہفتہ بوقت ظہر ہندوستان کے مشہور و معروف شہر بریلی (یوپی) کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۱۲، ۱۳)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے علم و ادب فضل و کمال کی حصول یابی کے بعد خود اپنا سنّ ولادت قرآن پاک کی اس آیت مقدسہ سے استخراج فرمایا:

أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ؕ

(قرآن مجید، سورۃ المجادلۃ، ۲۲)

آیاتِ قرآن مجید سے استخراجِ سنّ ولادت و وفات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو مثالی کمال حاصل تھا، جس پر متعدد واقعات "حیاتِ اعلیٰ حضرت" میں منقول ہیں۔

آپ کے اسمائے گرامی

- آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام "**محمد**" رکھا۔
- جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "**احمد رضا**" رکھا۔
- تاریخی نام "**المختار**" (۱۲۷۲ھ) رکھا گیا۔
- آپ نے خود اپنے نام کے ساتھ **عبد المصطفیٰ** کا اضافہ کیا۔
- آپ کا تخلص "**رضا**" ہے۔
- عوامِ اہل سنت آپ کو "**اعلیٰ حضرت**" امام اہلِ سنت اور **فاضلِ بریلوی** کے نام سے یاد کرتی ہے۔(اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۳۲)

آپ کا نام آپ کے والد ماجد نے "محمد" رکھا، کیونکہ اس نام پاک کی احادیثِ مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے، جس سے قارئین ناواقف نہیں ہوں گے۔ ذیل میں تین احادیث مبارکہ نقل کی جارہی ہیں:

- ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبد اللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عن ولد له مولود فسماه محمدا حبالی وتبركا باسمی كان هو ومولوده فی الجنة

جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لیے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔(احکامِ شریعت، ص ۱۰۵، ۱۰۶)

- ابو نعیم حلیۃ اولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

قال الله تعالی وعزتی وجلالی لا عذبت احدا تسمی باسمك فی النار

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہو گا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔ (احکامِ شریعت، ص۱۰۷)

- ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً مروی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ماضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد و محمد ان و ثلثۃ

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(احکامِ شریعت، ص۱۰۸)

اس نام پاک کی فضیلت وشان کو پانے کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے گھر کے بچوں کے نام "محمد" ہی منتخب فرماتے تھے، چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک فتویٰ میں تحریر فرمایا:

"فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقہ میں صرف "محمد" نام رکھا۔ نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لیے عرف جدا مقرر کیے۔ بحمد للہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ "محمد" اب موجود ہیں" (احکامِ شریعت، ص۱۰۸)

حصولِ علم کی تڑپ

عام طور سے بچے لڑکپن میں کھیل کود میں انہماک کی وجہ سے پڑھنے لکھنے سے جی چراتے ہیں، تاکہ مدرسہ پڑھنے نہ جانا پڑے اس کے لیے ضد کرتے ہیں روتے دھوتے اور حیلے بہانے کرتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے میں آپ کی ہمشیرہ کہتی ہیں:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کبھی پڑھنے میں ضد نہیں کی۔ خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے۔ جمعہ کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے کو جائیں مگر والد ماجد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن کی بہت اہمیت کی وجہ سے نہیں پڑھنا چاہیے۔ باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔ (حیاتِ اعلی حضرت، اول، ص۸۹)

نیز فرماتی ہیں:

بچپن ہی سے تمام خاندان میں یہ بچہ اپنے مزاج، اطوار اور ذہانت کے اعتبار سے الگ نظر آتا

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص۳۳۹)

بے مثال ذہانت

اہلِ علم حضرات یہ تو خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ درسِ نظامی میں بعض عربی و فارسی کتابیں ایسی بھی ہیں کہ دو چار دن درمیان میں اسباق ناغہ ہو جائے اور سبق آگے بڑھ جائے تو آئندہ کے اسباق کو سمجھ پانا مشکل ہو جاتا ہے مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شان ملاحظہ فرمائیں:

> اعلیٰ حضرت کی بے مثل ذہانت اور بے نظیر حافظے کے کمالات اتنے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ مولانا احسان یعنی ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت کے ہم سبق تھے ان کی روایت ہے کہ شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ چوتھائی کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب ازخود پڑھ کر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے۔ (المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۴۰)

اللہ اکبر! حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نصاب تعلیم کی کتابوں کو اگرچہ ایک تہائی پڑھ لیا جائے مگر آگے کا سبق بنا استاذ کے پڑھائے زندگی بھر تشنہ لبی کا شکار رہتا ہے۔ مگر یہ محض اللہ کا فضل و احسان تھا آپ کی ذات ستودہ صفات پر کہ " استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کوئی کتاب نہیں پڑھی" یہی تو وجہ تھی کہ آپ کے استاذ محترم بھی حیرت و استعجاب میں رہتے تھے:

> "ایک روز انہوں نے تنہائی میں آپ سے پوچھا: او صاحبزادے سچ بتا دو میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ تم انسان ہو یا فرشتہ ؟ آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے" (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۳۸)

نیز خود امام اہل سنت علیہ الرحمہ اپنی ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بلفظ سنا دیتا، روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے، ایک دن مجھ سے فرمانے لگے **احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن،** مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی"

(حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص ۹۳، ۹۴)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جبکہ اکثر علوم

دینیہ، عقلیہ و نقلیہ اپنے والدِ ماجد حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے اور بعض علوم مولانا عبد العلی رام پوری سے حاصل کیے۔ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہِ مبارک ربیع الاوّل شریف میں منبر پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا۔ تمام علوم درسیہ معقول و منقول سب اپنے والد ماجد صاحب سے حاصل کر کے بتاریخ ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ میں فاتحہ فراغ کیا اور اسی دن ایک رضاعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا، جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد صاحب نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام ان کے سپرد فرمایا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۷۲)

آپ کی شانِ علمیت

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شانِ علمیت کا یہ عالم تھا کہ آپ جس مسئلے پر قلم اٹھاتے ہیں، سیر حاصل بحث فرماتے اور علم و فن کے ایسے ایسے لعل و گہر لٹاتے چلے جاتے ہیں کہ قاری کا دل گد گد ہو جاتا ہے۔ اور ایک ساتھ بے شمار جدید و قدیم اور نادر و نایاب کتب کے مطالعے کا لطف ملتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضور ملک العلماء فرماتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے ۱۳ سال ۱۰ ماہ کی عمر میں کتب درسیہ مروجہ سے فاتحہ فراغ حاصل فرمایا۔ اس عمر میں جیسی انسانی عقل ہوتی ہے۔ جیسی محنت عام طلبہ کرتے ہیں خصوصاً ایک رئیس کبیر کے صاحبزادے سے جس محنت کی توقع کی جاسکتی ہے اس کے مقابلہ میں حضور کی علمی لیاقت فنی قابلیت جو دیکھی جاتی ہے، تو سوا اس کے کہ اس کا اقرار کیا جائے کہ اعلیٰ حضرت کا علم کسبی تحصیلی نہ تھا۔ بلکہ محض وہبی لدنی ماننے کے اور کوئی چارہ نہیں، اور یہ صرف میرا خیال نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کا بھی میرے گمان میں یہی عقیدہ تھا۔ اس لیے حضور نے اپنے فتاویٰ کا نام العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ رکھا تھا ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم اسی لیے نہ صرف فقہ اور دینیات بلکہ جس فن کی طرف توجہ فرمائی اپنے اس شعر کو سچ کر دکھایا اور حقائق و دقائق کے دریا بہا دیئے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم = جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۲۴۴، ۲۴۵)

تحصیلِ علوم عقلیہ و نقلیہ کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کچھ عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے اس کے بعد تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں اپنی حیات کے بیش قیمت لمحات وقف فرما دیئے، تصنیف و تالیف کے میدان میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ امتیازی شان کے حامل رہے اور ایک ہزار سے زائد مختلف موضوعات پر کتب و رسائل آپ نے لکھے جو کم و بیش پچاس ۵۰ علوم و فنون پر محیط ہیں۔ علامہ رضاء الحسن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"گویا جتنا کام پوری جماعت نہ کر سکتی تھی وہ تنہا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کر دکھایا"

(اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۴۳)

اور حضور ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وہ تو علم کے دریا نہیں سمندر رہیں جس فن کا ذکر آیا ایسی گفتگو فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ عمر بھر اسی علم کو دیکھا اور اسی کی کتب بینی فرمائی ہے" (حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۲۵۱)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شانِ سخاوت

آقائے کریم ﷺ کی سیرت سے واقفیت رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دولتِ دنیا کو کبھی اپنے قریب نہیں کیا بلکہ جب بھی کچھ درہم و دینار آتے آپ ﷺ انہیں لوگوں میں تقسیم فرما دیتے اور غریبوں، بے نواؤں بے بسوں، بیواؤں، ناداروں اور یتیموں کی فریاد رسی فرماتے رہے۔ یہی خصائل آپ ﷺ کے عاشقِ صادق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں موجود تھے:

- اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی دیگر امتیازی شان میں یہ بھی ہے کہ آپ نہایت سخی اور سیر چشم تھے جو دروازے پر آتا خالی نہ جاتا، غریبوں، طالب علموں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کے وظائف مقرر تھے، بیرونی ضرورت مندوں کو منی آرڈر کے ذریعے رقمیں بھیجتے، روپیہ جمع کر کے نہ رکھتے فوراً تقسیم فرما دیتے،

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۴۶)

- ایک دفعہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا، کیونکہ میرے پاس کبھی اتنی رقم جمع ہوئی ہی نہیں کہ سال گزر جانے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہو

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۴۶)

نرمی کے فوائد

جو لوگ بد دین یا گمراہ مولویوں کی محفل یا صحبت میں رہ کر یا ان کی کتب کو پڑھ کر گمراہ ہو گئے ہوں یا تذبذب میں ہوں ایسے لوگوں سے مذہبی و مسلکی گفتگو اوران کی اصلاح کے لیے ان کے اشکالات و اعتراضات کا جواب دینے میں بجائے سختی کے نرمی ہی کرنی چاہیے، یہی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کا طریق اور ان کا فرمان بھی ہے چنانچہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہر گز حاصل نہیں ہو سکتے"

(الملفوظ، حصہ اول، ص ۳۲)

ممکن ہے کسی کے ذہن میں آئے کہ جو لوگ مذبذب یا صلحِ کلیت قسم کے ہوتے ہیں ان کے ساتھ نرمی کے بجائے سختی کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کو بھی آپ علیہ الرحمہ نے منع فرمادیا یہ فرما کر کہ

"جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں"

(الملفوظ، حصہ اول، ص ۳۲)

اعلیٰ حضرت اپنے طریقِ کار کا ذکر فرماتے ہیں:

"یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ حق نہ مانا، اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے: يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو ، اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں"

(الملفوظ حصہ اول، ص ۳۲)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خداداد قوتِ حافظہ

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے، میں بانٹنے والا ہوں اللہ دیتا ہے (بخاری، مسلم)

امام اہلسنت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کی فقاہت اپنی مثال آپ ہے جس نے بھی آپ کے فتاویٰ رضویہ کو دیکھا، پڑھا اور سمجھا اس نے برملا اس بات کا اعتراف کیا۔ فتاویٰ رضویہ میں حوالوں کے جو انبار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے لگائے ہیں آپ کے ہمعصر کے فتاوے اس سے یکسر خالی نظر آتے ہیں، حوالوں میں پے درپے کتب کے اور ان کے مصنفین مع عبارات نقل کرنے کے لیے سب سے زیادہ ضرورت ہے مضبوط قوتِ حافظہ کی ،اور مضبوط قوتِ حافظہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، تاریخ کے اوراق دیکھتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مقبول بندوں کو دیگر انعامات کے علاوہ مضبوط یادداشت و عظیم قوتِ حافظہ کی دولت سے بھی نوازا ہے جس پہ بے شمار واقعات تاریخ کے دامن میں محفوظ ہیں۔ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شانِ محبوبیت اظہر من الشمس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوب بندے کو ایسی امتیازی قوتِ حافظہ اور ذکاوت عطا فرمائی تھی کہ جس کی مثال ماضی قریب میں بمشکل ہی مل سکے۔ ذیل میں آپ علیہ الرحمہ کی خدا داد ذہانت اور قوتِ حافظہ سے متعلق چند واقعات و مشاہدات نقل کیے جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک موقع سے ارشاد فرمایا:

> "اگر کوئی حافظ صاحب کلامِ پاک کا کوئی رکوع ایک بار پڑھ کر مجھے سنا دیں، دوبارہ مجھ سے سن لیں۔" (حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۱۰۱)

یہ کوئی بڑا یا مبالغہ آرائی نہیں ہے بلکہ حقیقت بھی یہی ہے جس کا مشاہدہ کرنے والوں نے خوب کیا ہے، چنانچہ حضور ملک العلماء فرماتے ہیں:

> "مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہِ رمضان شریف میں اعلیٰ حضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا، میں نے سحری کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی

، حضرت آرام فرمارہے تھے مگر بیدار تھے، مجھے وہ غلطی بتائی، میں نے دوبارہ پڑھا، فرمایا اب مجھ سے سنو، وہی رکوع پڑھا، کچھ رک کے بعدہ صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۱۰۱)

اور بنا کسی مشاغل کو ترک کیے اور روز مرہ کے معمولات میں بغیر کسی تفریق یا کمی بیشی کے صرف ایک ماہ میں آپ نے بآسانی قرآن مجید حفظ فرمالیا۔

"یکم رمضان المبارک سے آغاز کیا ایک دن میں ایک پارے کا دور کرتے تھے اور ۳۰ رمضان المبارک کو مکمل قرآن کریم حفظ کر لیا" (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۳۹)

حفظ قرآن مقدس کرنے کی وجہ نہایت ہی دلچسپ ہے علامہ رضاء الحسن قادری صاحب لکھتے ہیں:

"اکثر لوگ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو خط لکھتے تو آپ کے نام کے ساتھ "حافظ" بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے اگرچہ قریباً تمام ہی آیات کریمہ حضرت کی زبان و قلم پر رہا کرتی تھیں اور حسبِ ضرورت ان سے استدلال و استنباط بھی کرتے تھے۔ بجائے اس کے کہ اعلیٰ حضرت لوگوں کو حافظ کا لفظ لکھنے سے منع کرتے، خود قرآن پاک حفظ کرنا شروع کر دیا" (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۳۹)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس قدر زود مطالعہ تھے کہ عموماً لوگ نہیں ہوتے ، ذوقِ مطالعہ رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ زود مطالعہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مضامین و عبارات ذہن میں صحیح طرح سے اور زیادہ دنوں تک محفوظ نہیں رہ پاتے مگر اس کے بر خلاف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جس قدر زود مطالعہ تھے اس سے کہیں زیادہ مضبوط یادداشت کے مالک تھے۔ **عقود الدّریہ** جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ہے اسے ایک سفر میں دورانِ قیام محض رات کو کچھ دیر اور صبح کو کچھ دیر میں پورا مطالعہ فرمالیا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۱۰۴)

ظاہر ہے کہ پوری رات تو پڑھا نہیں ہوگا بلکہ رات میں کچھ دیر اور کچھ دیر صبح میں مطالعہ فرمایا، مگر ذہن میں دونوں جلدوں کی عبارات کو کیسے محفوظ فرمالیا؟ آیئے جانتے ہیں: حضرت محدث صورتی صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت فرمایا کہ

"بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہو گی فتاویٰ میں لکھ دوں گا، اور مضمون تو ان شاء اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لیے محفوظ ہو گیا"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۱۰۴)

اس سے بھی کہیں زیادہ حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں، حضرت مولانا ابو الاثر محمود احمد رضوی صاحب قبلہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

"صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز نے بیان کیا کہ مجھ سے امام احمد رضا نے فتاویٰ صلاۃ مسعودی طلب فرمایا میرے پاس قلمی نسخہ تھا، وہ میں نے پیش کیا امام احمد رضا نے تمام کتاب پر سرسری نظر ڈالی اور صرف یاد سے اس تمام کتاب کی مکمل فہرست اس کے اول میں تحریر فرمادی، یہ بات سنی بھی نہیں گئی کہ کوئی شخص کتاب پر ایک نظر ڈال کر اس کا حافظ ہو جاتا ہے کہ اس کے صفحہ دار فہرست بنا سکے"

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳٦٦)

بلکہ مسئلہ اذان پر گفتگو ہوئی تو اس پوری کتاب میں کتنی بار لفظِ اذان آیا ہے اس کی تعداد بھی بیان فرما دیا سبحان اللہ جل جلالہ! یہاں یہ کہنا ہرگز بھی مبالغہ آرائی نہیں ہو گی کہ ایسی خداداد حافظہ کی مثال ماضی میں مل پانا مشکل ہے۔ آپ کی فتویٰ نویسی کی بات کی جائے تو اس شان کی ہوتی اور شریعت کا ایسا پاس و لحاظ رکھا جاتا اور بے دریغ غیر محتاط طریقے سے آپ نے کبھی فتویٰ نہیں دیا بلکہ قرآن و سنت، ائمہ، محدثین اور فقہاء کے اقوال کو سامنے رکھ کر دیا، اور کبھی اپنے بیگانے کا فرق نہیں کیا۔ یہی تو وجہ ہے آپ کی خدمت میں دنیا بھر سے استفتاء آتے رہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

"بفضلہ تعالیٰ ہندوستان و دیگر ممالک مثلاً چین، افریقہ، امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفتے آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہو جاتے ہیں"

(حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص ۱۲۲)

"فقیر کے یہاں علاوہ دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کارِ فتویٰ اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے، شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطار ہندوستان و بنگال، پنجاب، ملی بار و برما و ارکان چین، غزنی و امریکا و افریقہ حتیٰ کہ سرکار حرمین محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور

ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں" (حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی، ص ۱۲۳)

اتنے سارے استفتاء پر کافی و شافی فتاویٰ جات لکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ مثلاً تصنیف و تالیف، ارشادات و اصلاحات وغیرہ کے باوجود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی:

عادت کریمہ تھی کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرمادیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیانی مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں۔ اتنی آوازوں میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح، مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط، زبانی سوالات کے تشفی بخش جوابات عطا ہو رہے ہیں اور فلسفیوں کی اس حبط **لا یصدر عن الواحد الا الواحد** (ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی، یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر جاتی اور اس کو درست فرمادیا کرتے تھے۔ (احکامِ شریعت، ص ۲۲)

سبحان اللہ جل جلالہ! اللہ رب العزت نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کس شان کی ذہانت و فطانت کی دولت سے سرفرازی بخشی کہ ایک ساتھ بیک وقت ہر ایک سے استفتاء اور فتویٰ سماعت فرماتے، مصنفین کی تصنیف بھی ملاحظہ فرماتے علاوہ ازیں اور بھی کوئی کچھ کہنا سننا چاہے تو اس کی بھی اجازت تھی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

کتبِ فقہ پر امامِ اہلِ سنت قدس سرہ العزیز کتنی گہری نظر رکھتے تھے اور ان کتب کا ایک ایک صفحہ آپ کے ذہن میں کتنی اچھی طرح محفوظ رہتا تھا اس کا اندازہ ان اقتباس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

"یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لئے جزئیات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے۔ اسی وقت فرمادیتے کہ رد المحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں

میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے۔ در مختار کے فلاں صفحہ، فلاں سطر پر یہ عبارت ہے۔ عالمگیری میں بقید جلد و صفحہ وسطر میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں خیر یہ میں، مبسوط میں، ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ وسطر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ارشاد فرمادیتے۔ اب جو کتابوں میں جاکر دیکھتے ہیں تو صفحہ وسطر وعبارات وہی پاتے ہیں جو زبان اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا۔ اس کو آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھی۔ یہ چیز بھی اپنی جگہ پر حیرت ناک ہے"

(احکامِ شریعت، ص ۲۲، ۲۳)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی اس خداداد قوتِ حافظہ اور بے مثال ذہانت پر دل اور زبان سے بے ساختہ یہی نکلتا ہے .... ایں سعادت بزور بازو نیست

بیعت و خلافت

حضور ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان صاحب قدس سرہ العزیز کے ہمراہ دربارِ مارہرہ مطہرہ حاضر ہو کر تاجدارِ مارہرہ اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول قدس سرہ العزیز کے شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اللہ اکبر پیر و مرشد کی نظر کیسی کیمیا اثر تھی، اور کس درجہ قدر صافی لے کر بیعت ہوئے تھے کہ اسی جلسہ میں پیر و مرشد برحق نے تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت عطا فرما کر خلیفۂ مجاز بنا دیا۔"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۶۹۲، ۶۹۳)

"اہلِ نظر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد اس بیعت سے چند روز پہلے یوں نظر آتے تھے جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں اور جب دونوں حضرات حاضرِ خدمت ہوئے تو بشاش ہو کر فرمایا، تشریف لائیے، آپ کا بڑا انتظار تھا" (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۶۸)

امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کو بیعت و خلافت سے سرفراز کرنے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ بروزِ قیامت:

"جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آلِ رسول! تو میرے لیے کیا لایا ہے؟ تو میں عرض کر

دوں گا کہ الٰہی! میں تیرے لیے احمد رضا لایا ہوں" (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۶۸،۶۹)

سعادتِ حج وزیارت

اللہ رب العزت نے حج کی سعادت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو دو بار عطا فرمائی، پہلی بار آپ علیہ الرحمہ نے اپنے والدین کریمین کے ساتھ فریضۂ حج ۱۲۹۵ھ میں ادا کیا اور رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں بھی شرفِ حاضری سے مشرف ہوئے۔ اور دوسری بار ۱۳۲۳ھ میں حج و زیارت کی سعادت پائی، جس میں متعدد کتب آپ نے تصنیف فرمائی جن میں علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کے اثبات پر ایک کتاب **الدولة المكيه** ہے یہ کتاب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حالتِ بخار میں بغیر کسی کتاب کی مدد سے محض آٹھ گھنٹے میں کئی سو صفحات کی فصیح عربی میں تحریر فرمائی اور منکرینِ علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کے سوالوں کے ایسے دندان شکن جوابات دیئے کہ علمائے مکہ حیران رہ گئے اور منکرین مبہوت وساکت ہو کر رہ گئے۔

چند خصوصی ارشادات وافادات

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مخالفین جن کے دل خوفِ خدا سے محروم اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات سے بغض وعناد سے لبریز ہے وہ لوگ دانستہ طور پر کذب بیانی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر یہ بہتانِ عظیم باندھتے ہیں کہ آپ نے "بدعات" کو فروغ دیا، حالانکہ آپ علیہ الرحمہ کی کتب ورسائل بلکہ اس بات پر خود مخالفین کے علماء کی کتابیں شاہد ہیں کہ آپ نے عوام وخواص میں پائی جانے والی بدعات و منکرات کے خلاف قلمی جہاد فرمایا، تفصیلات کے لیے علامہ یاسین اختر مصباحی صاحب قبلہ کی کتاب **امام احمد رضا اور ردِّ بدعات ومنکرات** اور مولانا محمد شہزاد ترابی قادری صاحب قبلہ کی کتاب **بدعات کے خلاف سو فتوے** ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ جل جلالہٗ مخالفین ومعاندین کے پروپیگنڈے ھباءً منثورا ہو جائیں گے۔

- "کسی صاحب علاقہ یا رؤساء امراء میں سے کسی کو کوئی "سرکار" کہتا تو کبیدہ خاطر ہوتے اور فرماتے کہ کسی کو سرکار نہ کہیے سرکار صرف سرکارِ مدینہ ﷺ ہیں"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸۶۰)

- "صرف انبیاء ومرسلین اور فرشتوں کے اسمائے طیبہ کے ساتھ "علیہ السلام" خاص ہے اور یہی

معصوم کہے جاسکتے ہیں۔ خلفائے اربعہ یا امامین کریمین یا دیگر صحابہ و بزرگانِ دین کے ناموں کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ "لکھنا چاہیے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۰)

- "یہ جو مشہور ہے کہ آخری چہار شنبہ میں حضور اقدس ﷺ کو صحت ہوئی یہ بے اصل ہے"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۲)

- "اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ مسجد میں اکثر سنتوں کی نیت اس وقت کرتے ہیں جب تھوڑی دیر بیٹھ لیتے ہیں اگرچہ وقت کی قلت ایک منٹ بھی موقع نہ دیتی ہو حالانکہ بلا تاخیر آتے ہی نیت باندھنا سنت ہے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۳)

- "جماعت میں شامل ہونے سے پہلے یہ دیکھے کہ امام کے دائیں جانب مقتدی کم ہیں یا بائیں جانب جس طرف کم ہو اس طرف شامل ہو جائے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۳)

- "کرتہ یا صدری اتار کر ننگے بدن مسجد میں جانا ممنوع ہے"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۴)

- "سر کے نیچے عمامہ یا مصلی یا پائجامہ رکھنا ممنوع ہے، کہ عمامہ یا مصلی رکھنے سے عمامہ اور مصلی کی اور پائجامہ رکھنے سے سر کی بے حرمتی ہے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۴)

- "فرشِ مسجد پر کھڑے کھڑے اچکن یا ٹوپی یا رومال یا عمامہ یا کوئی شے پھینکنا منع ہے، آہستہ سے رکھنا چاہیے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۴)

- "سیاہ جوتا رنج اور زرد خوشی لاتا ہے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۴)

اس کی تصریح میں حضور ملک العلماء علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے وہ ہمیشہ سرور و خوشی میں رہے گا، جب تک اس کو پہنے گا "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۵)

"حضرت عبد اللہ بن زبیر اور محدثین کثیر نے سیاہ رنگ کا جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے کہ وہ غم لاتا ہے" (حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦۵)

- "مشہور ہے کہ لوٹے میں بھرا ہوا پانی اگر پانچوں انگلیاں ڈھانکتے ہوئے اٹھالیا تو مکروہ ہو جاتا ہے یہ غلط ہے "(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸٦٦)

- "پنجشنبہ، شنبہ، دوشنبہ میں سفر کرنا چاہیے شنبہ کے متعلق حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر قبل طلوع آفتاب سفر اختیار کرے تو اس کا ضامن میں ہوں"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸۶۶)

- "پانی بیٹھ کر تین سانس میں چوس کر پینا چاہیے مگر زمزم شریف اور وضو کے بچے ہوئے پانی کا احترام یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیے" (حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۸۶۹)

آپ کے وعظ و بیان

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ایک خاص شان یہ تھی کہ آپ نے وعظ و تقریر سے کہیں زیادہ تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمائی، اور اپنے متعلقین و معتقدین کے ساتھ مجالس و محافل قائم کر کے اپنے مفاد یا واہ واہی کی خاطر حلقۂ مریدین و معتقدین کو وسیع کرنے کا کام نہیں کیا، بلکہ محض رضائے الٰہی کے لیے اپنا وقت دینِ متین کی خدمت اور اصلاحِ امت میں صرف کیا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے ملفوظات مختصر ہیں جو چار حصوں پر مشتمل ہے اور یہ صرف ایک جلد میں ہے۔ اسی طرح آپ کے چند وعظ و نصیحت پر مشتمل کتاب بھی بمشکل ایک عدد مل سکتی ہے۔ جبکہ آپ کے ہمعصر دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء نے تحریر سے زیادہ تقریر پر زور دیا اور مریدین کی مجالس پر زیادہ توجہ دی نتیجتاً ان کے یہاں تصنیف سے زیادہ مواعظ و ملفوظات پر مشتمل کتابیں پائی جاتی ہیں جو کئی کئی جلدوں میں ہوتی ہیں۔
یاد رہے! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اگرچہ تقریر کی طرف توجہ کم فرمائی ہے مگر جب بھی وعظ فرماتے لاجواب ہوتا، حضور ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کا معمول تھا کہ سال میں تین وعظ بہت زبردست فرمایا کرتے تھے"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۷۶)

"اعلیٰ حضرت قبلہ کے سال میں صرف تین ہی بیان ہوتے ہیں"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۷۸)

اور وہ تین مواقع کون کون سے تھے جب آپ وعظ فرماتے؟ حضور ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- ایک وعظ سالانہ دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل مدرسہ اہل سنت و جماعت مسجد بی بی محلہ بہاری

پور میں فرماتے۔

- دوسرا مجلس میلاد سرورِ کائنات ﷺ میں ۱۲ ربیع الاوّل کو اپنے آبائی مکان میں۔
- تیسرا وعظ ۱۸ ذی الحجۃ الحرام بموقعۂ عرس سید شاہ آلِ رسول علیہ الرحمہ اپنے کاشانۂ اقدس پر۔

ان کے علاوہ اہلِ شہر کی دعوت اور عرض و تمنا پر شہر کی بعض مجالس میلاد شریف میں بیان فرمادیا کرتے تھے مگر ان مذکورہ تین جگہوں پر مذکورہ مواقع سے بالالتزام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے وعظ و بیان کس شان کی ہوتے تھے، ان کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تقریر خاص علمی تحقیقی مضامین پر مشتمل ہوتی تھی، آپ کا وعظ و بیان آج کل کے مقرروں اور واعظوں کی طرح نہیں ہوتا تھا کہ جس میں خوشنوا الفاظ کی بھرمار رہتی ہے اور لچھے دار قصے کہانیوں کا بیان ہوتا ہے"

(سوانحِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۴)

یہی تو وجہ ہے کہ لوگ آپ کے وعظ کی محفل کے متمنی رہتے تھے اور جب بھی آپ کا وعظ ہوتا لوگ ذوق و شوق سے شرکت کیا کرتے تھے۔ نیز علامہ صاحب علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ شہر بریلی میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے عظیم الشان جلسہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے صرف "باء جارّہ" اور "اسم اللہ" پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جود و نوال، جاہ و جلال اور حسن و جمال کے دریا امنڈنے لگے۔

(سوانحِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۴)

ایک اور وعظ کے متعلق لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ کے عرس میں بدایوں تشریف لے گئے اور آپ نے صرف سورۂ والضحیٰ پر صبح نو بجے سے تین بجے تک مسلسل چھ گھنٹے تقریر فرمائی" (سوانحِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۴)

اسی طرح ایک دفعہ بدایوں کی جامع مسجد میں مولانا عبد القیوم بدایونی صاحب کے اعلان و اصرار پر جو کہ آپ کو پہلے سے اطلاع بھی نہیں دی تھی کہ آپ کو آج وعظ کہنا ہے، باوجود اس کے آپ نے مسلسل دو گھنٹے تقریر فرمائی، بعد تقریر مولانا عبد القیوم بدایونی صاحب جو خود ایک بلند پایہ عالم اور خطیب تھے،

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تقریر کے متعلق فرماتے ہیں:

"کوئی عالم کتب دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسے پر از معلومات، پر اثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کر سکتا، یہ وسعتِ معلومات جناب ہی کا حصہ ہے"

(اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص۱۴۸)

وفات حسرت آیات

محترم قارئین! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مقدس زندگی کا کوئی وقت، کوئی ساعت، کوئی لمحہ، کوئی آن حمایت و خدمتِ دینِ مصطفےٰ ﷺ اور اصلاحِ امتِ مسلمہ سے خالی نہ تھا، جس پر آپ کے کتب و رسائل اور آپ کے ہمعصر علمائے کرام و مشاہدین بالخصوص ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "حیاتِ اعلیٰ حضرت" شاہد عدل ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فرمان کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کی گھڑی بھی آئی اور ۲۵ صفر المظفر یومِ جمعہ مبارکہ ۱۳۴۰ھ وصال سے تھوڑی دیر پیشتر آپ کے حکم سے تصاویر والی تمام چیزیں مثلاً روپئے پیسے، کارڈ لفافے وغیرہ آپ کے کمرے سے ہٹا دیے گئے، آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی حامد رضا خان نے سورۂ یاسین و سورۂ رعد پڑھ کر سنایا، آپ علیہ الرحمہ نے سفر کی دعائیں جو آپ سفر میں پڑھا کرتے تھے پڑھیں، پھر جب سینے پر دم آگیا تو کلمۂ طیبہ بھی پڑھا اور جب بولنے کی طاقت نہ رہی تو بھی آپ کے لب ہائے مبارک پر حرکت دیکھ کر کان لگا کر سنا گیا تو "اللہ اللہ" کہہ رہے تھے یہاں تک ہر سانس پر "اللہ" نکلتا تھا اور اسی طرح ذکر کرتے ہوئے آپ اس دار فانی سے دار بقا کو تشریف لے گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

"وصال شریف کے بعد جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو غسل دینے کے لیے بستر سے اٹھایا گیا تو سرہانے سے ایک کاغذ برآمد ہوا جس پر سورۂ دہر کی یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی تھی ویطاف علیھم بآنیة من فضة وا کواب نیچے لکھا ہوا تھا اگر اس آیت کو واؤ سمیت پڑھا جائے تو میرے انتقال کی تاریخ نکلتی ہے اور اگر بغیر واؤ کے پڑھیں تو حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی کے انتقال کی تاریخ نکلتی ہے۔ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کا انتقال اعلیٰ حضرت کے وصال سے ۶ سال قبل ۱۳۳۴ھ میں ہوا تھا"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، اول، ص ۱۰۲۲)

آپ کا مزار مبارک، شہر بریلی شریف میں مرکز و محورِ عاشقاں ہے جہاں پورے سال عشاق کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اور ہر سال ماہ صفر المظفر کی ۲۵ ویں تاریخ کو آپ کا عرس مبارک نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے جس میں ملک و بیرون ممالک کے جید علمائے کرام طلبائے عظام کے علاوہ عوام اہلسنت بھی ذوق در ذوق حاضری دیتے ہیں اور بارگاہِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ ایصالِ ثواب اور عقیدت و محبت کے گل وگلاب پیش کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ

کے چالیس مخصوص عاداتِ مبارکہ

اعلیٰ حضرت کے ۴۰ مخصوص عاداتِ مبارکہ

- ذکرِ میلاد مبارک میں ابتدا سے آخر تک ادباً دوزانو بیٹھے رہا کرتے تھے۔
- یوں ہی (یعنی دوزانو بیٹھ کرہی) آپ وعظ بھی فرمایا کرتے تھے۔
- چار پانچ گھنٹے کامل دوزانو ہی منبر شریف پر رہتے تھے۔ (حیاتِ اعلی حضرت، اول، ص ۹۲)
- اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ضعیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا بزرگ تھے۔
- اپنا وقت کبھی بے کار صرف نہیں فرماتے تھے۔
- ہمہ وقت تالیف و تصنیف و فتاویٰ نویسی کا مشغلہ تھا۔
- تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی۔
- ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔
- خصوصاً فرض نماز کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ آپ نے ادا نہیں فرمائی۔
- ہر نماز اطمینان و احتیاط کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے تھے۔
- ہر شخص حتیٰ کہ چھوٹی عمر والے سے بھی نہایت ہی خلق سے ملتے تھے۔
- لوگوں کو "آپ" اور "جناب" سے مخاطب فرماتے اور حسبِ حیثیت ان کی توقیر و تعظیم فرماتے تھے۔ (حیاتِ اعلی حضرت، اول، ص ۹۴، ۹۵)
- آپ کے اخلاق و عادات نہایت عمدہ تھے۔
- پوری زندگی حُبِّ نبوی اور اتباعِ شریعت میں گزری۔
- اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام لیتے نہ کچھ شکایت کرتے۔
- مگر خدا اور سول کا معاملہ ہوتا تو ہرگز رورعایت نہ کرتے۔
- پانچوں وقت نماز نہایت اہتمام سے ادا کرتے۔
- طبیعت شدید ناساز ہوتی تب بھی مسجد میں تشریف لاتے اور جماعت سے نماز ادا کرتے۔
- فرض روزوں کے علاوہ اکثر نفل روزے رکھتے۔
- سوتے وقت نام اقدس "محمد" کی شکل میں لیٹتے۔

- سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔
- کسی چیز کے لینے یا دینے میں داہنا ہاتھ بڑھاتے۔
- کبھی قہقہہ نہ لگاتے۔ بلکہ تبسم فرماتے۔
- قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے۔
- قبلہ کی طرف پاؤں کبھی دراز نہ کرتے۔
- آہستہ آہستہ چلتے۔ اکثر نگاہیں نیچی رکھتے۔
- ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند کرتے۔
- آیتِ قرآن یا حدیث شریف بیان کرتے وقت کوئی قطع کلام کرتے تو آپ سخت ناراض ہوتے۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۴۶)

- علماء اور طلباء کا حد درجہ احترام کرتے، اور ان کے آنے پر بے حد مسرور نظر آتے۔
- مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے۔ اور عمدہ سے عمدہ کھانا انہیں کھلاتے۔
- مزاج میں عُجب غرور اور کِبر بالکل نہ تھا۔
- سادات کرام کے سامنے فرطِ تواضع اور انکسار سے بچھ بچھ جاتے۔
- آپ کے ہاں ہر تقریب میں سادات کرام کو دوہرا حصہ دیا جاتا۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۴۷)

- خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال کرتے۔
- باقاعدگی سے مسواک کرتے۔
- قرآن وحدیث وغیرہ کتب پر دوسری کتابیں نہ رکھتے۔
- ہفتے میں دوبار یعنی جمعہ اور منگل کو کپڑے تبدیل کرتے۔ (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، ص ۱۴۹)
- آپ میں نہ صرف غریب پروری حد درجہ تھی بلکہ غریب نوازی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔
- غریبوں کی دعوت قبول فرما کر ان کے خس پوش اور خستہ حال گھروں پر قدم رنجہ فرما کر اس چیز کو جس کی عادت نہ تھی خوشی خوشی نوش فرماتے تھے۔
- غریب لوگ از قسم مزدور وغیرہ محض حصول دعا کی خاطر دعوتیں کیا کرتے تھے اور حضرت قبول فرما کر ان کی خوشی پوری کرتے تھے۔ (المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۵۲)

۴۰

ارشاداتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ از ملفوظاتِ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ

(۱) دل میں خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیسے پیدا ہو گی؟

عرض: خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو گی؟

ارشاد: تلاوتِ قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے، اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔
(الملفوظ حصہ اول، ص ۱۰۰، ۱۰۱)

فائدہ: جس کے دل میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو جائے وہ بلا شبہ عاملِ شریعت اور متبعِ سنت ہو جائے گا، اور گناہوں سے کوسوں دور بھی۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے لازم و ضروری ہے کہ اپنے خانۂ دل کا جائزہ لے اور محبتِ الٰہی جل جلالہ اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی پائے تو بلا تامل اس میں شمع عشق خدا اور سول (جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم) روشن کرے۔ جس کا طریقہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمادیا ہے۔

(۲) وعظ کسے کرنا جائز ہے؟

عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے؟

ارشاد: غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔ (الملفوظ، حصہ اول، ص ۵)

فائدہ: مگر عالم کہتے کسے ہیں؟ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آگے ارشاد فرماتے ہیں:
عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو، اور مستقل اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے" (الملفوظ، حصہ اول، ص ۶)
کیونکہ غیر عالم جب وعظ کہے گا تو اپنی کم علمی کی بنیاد پر غلط مسائل و احکام بیان کردے گا اور لوگ ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان باتوں پر عمل پیرا ہو جائیں گے، نتیجہ یہ ہو گا کہ چونکہ واعظ نے غلط و نادرست احکام یا بات بیان کر دیا ہے جسے لوگ صحیح اور درست سمجھ کر اسے نیک کام تصور کریں گے اور یوں بزعمِ خویش نیک کام کر کے بھی در حقیقت دین و شریعت کی خلاف ورزی کرتے رہیں گے۔

(۳)مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنا کیسا ہے؟

عرض: مسجد میں کرسی بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے؟

ارشاد: جائز ہے، خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں کرسی بچھا کر اس پر وعظ فرمایا ہے۔

(الملفوظ حصہ چہارم، ص ۱۳)

فائدہ: عوام کا مزاج یہ ہے کہ جب بھی کوئی نئی بات دیکھے اس پر اعتراض کر بیٹھتے ہیں اور اسے نادرست سمجھ کر امام مسجد عالم، حافظ سے بحث و مباحثہ کرنے لگتے ہیں، جو مطلوب نہیں ہے۔ بعض لوگ ناواقفیت کی بنا پر امام مسجد یا دیگر عالمِ دین کے کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنے کو معیوب سمجھتے ہیں، جو غلط ہے۔ جیساکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ارشاد سے ظاہر ہے۔اس لیے ایسے مسائل عوام الناس میں ضرور بیان کر دینے چاہیے۔

(۴)ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

عرض: دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایامِ بارش میں ایک شہید ہو گئی اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد: ناجائز ہے۔ حتیٰ کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے مسلمانوں پر دونوں کا بنانا اور آباد کرنا فرض ہے۔ اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

(الملفوظ حصہ اول، ص ۵۵)

فائدہ: اس مسئلہ سے عوام کو باخبر کرنا بے حد ضروری ہے بالخصوص ممبران و اراکینِ مساجد حضرات کو تاکہ اس کے خلاف ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں نہ لے جائے۔(جب مسجد کی چیز دوسری مسجد میں لے جانا جائز نہیں تو عید گاہ میں لے جانا کیسے جائز ہو گا؟) اور نہ ہی اپنی ذاتی استعمال میں مسجد کی کوئی چیز لے جائے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا:

عرض: مکان میں وضو کے لیے مسجد سے گرم پانی لے جانے کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: حرام ہے اگرچہ وضو کے لیے لے جائے۔(الملفوظ حصہ چہارم، ص ۱۰)

غور فرمائیں! وضو کے لیے بھی اگر مسجد سے پانی اپنے گھر لے جائے تو ایسا کرنا حرام ہے تو پھر اپنے مصرف میں مسجد کی چیز کو لانا بدرجہ اتم حرام ہو گا۔ اس سے ان ممبران و اراکین مساجد کو عبرت لینی چاہیے جو

اس قسم کے کام کرتے رہتے ہیں۔

(۵)مسجد کا چندہ کھا جانا کیسا ہے؟

عرض: مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھائے تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: جہنم کا مستحق ہے۔(الملفوظ حصہ اول، ص۵۵)

فائدہ: اللہ اکبر! اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کسی مسلمان پر ایسا بہتان لگانے سے پہلے ہزار بار سوچنا چاہیے، اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی سے حسنِ ظن رکھنا چاہیے۔ بعض لوگوں کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ ہر چندہ کرنے والے کو چندہ وصول کر کے اپنے مصرف میں لگانے والا سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے جس طرح دیگر شعبوں میں اچھے لوگوں کی صورت میں برے لوگ ہوتے ہیں اسی طرح چندہ کرنے والوں میں بھی ہوتے ہیں، مگر ہر شخص ایسا نہیں ہوتا۔

(۶)مسجد میں موم بتی جلانا کیسا ہے؟

عرض: موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیے

(الملفوظ، حصہ سوم، ص ۱۲)

فائدہ: آج کل جو موم بتیاں عموماً بازار میں پائی جاتی ہیں ان میں شاذو نادر ہی کوئی مسلمان کی تیار کردہ ہوتی ہوگی ورنہ تمام موم بتیاں غیر مسلم کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں، اس لیے مسجد میں موم بتی جلانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۷)مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

عرض: مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ارشاد: اگر وہ کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ و ممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندر میں جانا ہی کب جائز ہے۔(الملفوظ حصہ چہارم، ص ۳۸)

فائدہ: سستی شہرت کے بھوکے لوگ اس قسم کی حرکت کرتے ہیں جیسا کہ حال ہی میں دو لوگوں نے ایک مندر میں نماز پڑھی جس کی وجہ سے سوشل میڈیا اور نیوز شو وغیرہ میں کافی بحث و مباحثہ کے بازار گرم رہے۔ ایسی حرکت وہی لوگ کرتے ہیں جو احکامِ شریعت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ایک عامی انسان بھی غور کرے تو اس حرکت کو معیوب ہی سمجھے گا، مگر شہرت طلبی میں لوگ کیا کیا کر جاتے ہیں۔

(۸) کس مہینے میں نکاح منع ہے؟

عرض: کیا محرم و صفر (کے مہینے) میں نکاح کرنا منع ہے؟

ارشاد: نکاح کسی مہینے میں منع نہیں ہے۔ (لوگوں میں جو مشہور ہے کہ فلاں مہینے میں نکاح منع ہے یا نہیں کرنا چاہیے) یہ غلط مشہور ہے۔ (الملفوظ حصہ اول، ص ۳۶)

فائدہ: اسی طرح بعض علاقوں میں ۳، ۱۳، ۲۳ تاریخوں میں یا ۸، ۱۸، ۲۸ یا جس دن گھر یا خاندان میں کسی کا انتقال ہوا ہو اس دن شادی نہیں رکھتے۔ یونہی تاریخ مقرر کرنے میں "سعد و نحس" دیکھتے ہیں، یہ ساری باتیں لوگوں میں غلط مشہور ہو گئی ہیں۔ جس طرح شادی کسی بھی مہینے میں کی جا سکتی ہے اسی طرح کسی بھی دن اور کسی بھی تاریخ کو آپسی رضامندی اور سہولت کے بعد کی جا سکتی ہے۔

(۹) دولہا کا اپٹن لگانا جائز ہے یا ناجائز؟

عرض: نوشہ کے اپٹن ملنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: خوشبو ہے، جائز ہے (الملفوظ، حصہ سوم، ص ۱۴)

فائدہ: معلوم ہوا کہ شادی سے قبل دولہے کو کئی دنوں تک جو اپٹن لگانے کا رواج ہے وہ جائز اور درست ہے۔ مگر اپٹن لگانے کے لیے عورتوں کا مجمع اور پھر اس میں جہالت و حماقت پر مبنی گیت بلکہ بسا اوقات کفریہ کلمات والے گیت گانا، گالی گلوچ کرنا، نامحرم عورتوں کے درمیان بٹھا کر نوشہ کو اپٹن لگانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جس پر سختی سے پابندی لگانے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) شادی میں سہرا باندھنا کیسا ہے؟

عرض: شادی میں دولہے کا سہرا باندھنا کیسا ہے؟

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ (الملفوظ حصہ اول، ص ۳۸)

فائدہ: بعض جگہ دولہے کو پھولوں کے علاوہ کسی دوسری چیز مثلاً پلاسٹک کے پھولوں یا موتی وغیرہ سے بنا ہوا سہرا باندھتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اصل پھولوں سے بنا ہوا سہرا باندھ سکتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اسے بدعت یا شرک کا کام کہتے ہیں وہ لوگ نرے جاہل ہیں۔

(۱۱) اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا؟

عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں؟

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا، اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھا دے، چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے۔

(الملفوظ، حصہ سوم، ص ۱۵)

فائدہ: مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے بسا اوقات اس مسئلے میں بات بہت زیادہ بگڑ جاتی ہے۔ اور وہابی دیوبندی اگر نکاح پڑھانے آجائے تو اس سے کچھ لوگوں کو لگتا ہے کہ وہابی دیوبندی نکاح پڑھا دے تو سرے سے نکاح ہی نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد کافی ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جبکہ نکاح خوانی کے لیے بلانے والے وہابی دیوبندی کے عقائد سے مطلع نہ ہوں اور اگر ان کے عقائد سے اطلاع و علم ہونے کے باوجود دیوبندی وہابی کو نکاح خوانی کے لیے بلاتا ہے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد بھی یاد رکھیں:

> "نکاح خوانی کے لیے لوگ اسے بلاتے ہیں جسے اپنے نزدیک صالح اور معتبر جانتے ہیں، تو اگر زوجین میں سے کسی نے ان (وہابیوں دیوبندیوں) کے کفریات پر مطلع ہو کر پھر ان کو نیک اور صالح سمجھا تو ان پر بھی وہی حکم (کفر) نقد وقت ہوگا، جیسا کہ الشفاء اور الاشباہ وغیرہما میں تصریح کی گئی ہے۔
>
> ایسی صورت میں بحکم فقہ اصلاً مطلق نکاح نہ ہوگا، لہذا احتیاط فرض ہے، اگر ایسا واقع ہو لیا یعنی اس کی گمراہیوں پر مطلع ہو کر پھر اسے معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لیے بلایا تو

بعد توبہ و تجدید اسلام تجدیدِ نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تلخیص فتاویٰ رضویہ، ص ۲۵۶)

(۱۲) خطبۂ نکاح کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے یا بیٹھ کر؟

عرض: کیا خطبۂ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیے؟

ارشاد: ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضروری نہیں سامعین کی طرف منھ ہونا چاہیے، خطبۂ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے (الملفوظ، حصہ سوم، ص ۱۴)

فائدہ: نکاح کے وقت استقبالِ قبلہ کا بعض مقامات پر اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے جیسے اس کے بغیر نکاح ہی درست نہیں ہو گا، یہ بلا وجہ تکلف کرنا ہے۔ البتہ خطبہ پڑھتے وقت دولہا کی طرف رخ کرنے کے بجائے سامعین کی طرف نکاح خواں کو رخ کرنا چاہیے۔ بشرطیکہ سامعین اور دولہا مخالف سمت رخ کیے ہوئے ہوں۔

(۱۳) گانے باجے کے ساتھ نکاح کو جانا، کیسا ہے؟

عرض: باجے گاجے کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

ارشاد: باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔ (الملفوظ حصہ اول، ص ۳۸)

فائدہ: نفسانی خواہشات یا نام و نمود کے بھوکے پیاسے لوگ ایسی نازیبا اور خلافِ شرع کام کرتے ہیں۔ اپنی یا اپنے لڑکے کی شادی میں گانے باجے کا اہتمام کرنے والے اور لڑکی کی شادی میں لڑکے والے کو گانے باجے کے ساتھ بارات لانے کی فرمائش کرنے والوں کو سبق لینا چاہیے کہ وہ کس بے شرمی کے ساتھ اس ناجائز اور حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے خرافات سے ہم سب کو اور ہمارے معاشرے کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

(۱۴) انگوٹھی کس انگلی میں پہننا چاہیے؟

عرض: انگوٹھی کون سی انگلی میں پہننا چاہیے؟

ارشاد: بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور دہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی بنصر (وہ انگلی جو چھنگلیا کے پاس ہے) میں پہنے۔ (الملفوظ، حصہ سوم، ص ۲)

فائدہ: آج کل نام نہاد اور جاہل پیروں ڈھونگی باباؤں نے اپنی انگلیوں کو انگوٹھیوں کی دکان بنا رکھا ہے۔ اور پانچوں انگلیاں بلکہ بعض انگلیوں میں تو دو دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے ہوتے ہیں، اور ان کے مریدین بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر انگلی میں انگوٹھی پہنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جاہل اور مخالفین شریعت نام نہاد پیروں، فقیروں اور ڈھونگی باباؤں سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

(۱۵) تانبے یا لوہے کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے؟

عرض: حضور تانبے یا لوہے کی انگوٹھی کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: مرد و عورت دونوں کے لیے مکروہ ہے۔ (الملفوظ، حصہ سوم، ص ۱)

فائدہ: نیز اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ایک صاحب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا مَالِی اَرٰی فِی یَدِكَ حِلْیَۃَ الْاَصْنَامِ کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں، انھوں نے اتار کر پھینک دی، دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا مَالِی اَرٰی فِی یَدِكَ حِلْیَۃَ اَهْلِ النَّارِ کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں، انھوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ ارشاد فرمایا اِتَّخِذْہُ مِنَ الْوَرِقِ وَلَا تُتِمَّہٗ مِثْقَالًا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پوری نہ کرو۔

(الملفوظ، حصہ سوم، ص ۱، ۲)

اس کے باوجود تانبے یا لوہے کی انگوٹھی مرد بھی پہنتے ہیں اور عورتیں بھی پہنتی ہیں۔ ممکن ہے اصل مسئلے سے عدم واقفیت کی وجہ سے پہنتے ہوں، اس لیے عوام کو اس مسئلے سے آگاہ کرنا ہم سب کی دینی ذمہ داری ہے۔ خصوصاً علمائے کرام و ائمہ عظام جمعہ کے خطاب میں یا محفلِ میلاد میں بتا کر لوگوں تک اس مسئلے کو پہنچائیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے لوہے پیتل کے زیور کے متعلق سوال ہوا:

سوال: ایک مسلمان لوہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلمان سب خریدتے ہیں، کیا یہ بیچنا جائز ہے؟ **الجواب:** مسلمان کے ہاتھ (ایسا زیور بیچنا) مکروہِ تحریمی ہے۔ (تلخیص فتاویٰ رضویہ، ص ۳۲۱)

تانبہ، پیتل، کانسہ، لوہا عورت کو بھی پہننا ممنوع ہے اور اس سے نماز ان کی بھی مکروہ ہے۔

(تلخیص فتاویٰ رضویہ، ص ۳۲۱)

(۱۶) تانبے پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے؟

عرض: تانبے پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: مرد وعورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز (ہے)

(الملفوظ، حصہ سوم، ص ۳)

فائدہ: اس لیے اکثر عامل جو احکامِ شریعت سے واقف ہوتے ہیں وہ تعویذ کو کپڑے میں سل کر پہننے کے لیے کہتے ہیں۔ اس سے کئی فائدے ہوتے ہیں، پیتل تانبے کے تعویذ پہن کر سونے سے بدن کے نیچے آجانے پر بدن کے کٹنے کا ڈر رہتا ہے جبکہ کپڑے میں سل کر پہننے سے کوئی دقت پیش نہیں آتی ہے۔ یاد رہے کہ یہی حکم بچوں کے لیے بھی ہے کہ اگر لڑکی ہے تو فقط سونے چاندی کے تعویذ ماں باپ اسے پہنا سکتے ہیں، مگر لڑکے کو سونے چاندی کے تعویذ کی اجازت نہیں ہے۔ اور پیتل تانبے کے تعویذ لڑکا یا لڑکی کسی کو بھی پہنانا مکروہ ہے۔ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے کہ مطلق کراہت سے کراہتِ تحریمی ہی مراد ہوتی ہے اور کراہتِ تحریمی ناجائز و گناہ ہوتی ہے" (فتاویٰ فیض الرسول، جلد دوم، ص ۴۳۶)

(۱۷) بزرگانِ دین کی تصاویر رکھنا کیسا ہے؟

عرض: بزرگانِ دین کی تصاویر بطورِ تبرک لینا (رکھنا) کیسا ہے؟

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل و حضرت مریم کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں مگر ناجائز فعل تھا حضور اقدس ﷺ نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا (یعنی مٹا دیا)۔

(الملفوظ، حصہ دوم، ص ۸۷)

فائدہ: بعض جہلا کو دیکھا گیا ہے کہ اپنے پیروں کی تصویریں گھر میں بڑی شان اور اہتمام کے ساتھ سجا کر رکھتے ہیں، انہیں حضور اقدس ﷺ کے اس فعل سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ بعض نفس پرست جاہل پیر کہلانے والے لوگ ہی اپنے مریدوں کو اپنی تصویر گھروں میں لگانے کی تاکید کرتے ہیں۔ ایسے پیروں فقیروں سے دور ہی رہنا چاہیے۔ تصویر لگانا اگر درست کام ہوتا تو حضور ﷺ کعبہ معظمہ سے حضرات ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصاویر نہ مٹاتے، اور اپنے صحابیوں کو

بھی آپ ﷺ اپنی تصویر گھروں میں لگانے کا حکم دیتے، مگر ایسا نہیں ہوا، کیونکہ جاندار کی تصویر کوئی متبرک چیز نہیں ہے۔ اس تعلق سے اپنے قریبی علماء کرام سے رجوع کریں۔

(۱۸) جاہل پیر سے مرید ہونا کیسا ہے؟

عرض: جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے؟

ارشاد: بلاشبہہ (الملفوظ، حصہ دوم، ص۹۵)

فائدہ: جب پیر خود جہالت کے گڑھے میں ہو گا اور شریعت کے احکامات سے ناواقف اور گمراہ ہو گا، تو مرید کو کیسے راہِ شریعت پہ لائے گا؟، اس لیے جاہل پیروں سے مسلمانوں کو دور ہی رہنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

"بیعت لینے اور مسند ارشاد پر بیٹھنے کے لیے چار شرطیں ضروری ہیں:

ایک یہ کہ سنی صحیح العقیدہ ہو، اس لیے کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

دوسری شرط ضروری علم کا ہونا، اس لیے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا۔

تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا، اس لیے کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم ہے، دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گی۔

چوتھی اجازت صحیح متصل ہو، جیسا کہ اس پر اہلِ باطن کا اجماع ہے۔

جس شخص میں ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو اس (شخص) کو پیر نہیں پکڑنا چاہیے (یعنی اسے پیر نہیں بنانا چاہیے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم (تلخیص فتاویٰ رضویہ، ص۳۱۶)

(۱۹) قلتِ آمدنی دور کرنے کا وظیفہ

عرض: آمدنی کی قلت اور اہل و عیال کی کثرت سخت کلفت ہے۔

ارشاد: یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۵۰۰ بار اول و آخر ۱۱۔ ۱۱ بار درود شریف بعد نمازِ عشاء قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو پڑھا کرو۔ (الملفوظ، حصہ دوم، ص۶۱)

فائدہ: اس قسم کی پریشانی جب لوگوں کو لاحق ہوتی ہے تو وہ دعا تعویذ کے لیے عاملوں اور درگاہوں کی خاک چھاننے لگتے ہیں، پھر بھی ان کی پریشانی کا ازالہ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ جب بھی کوئی پریشانی کوئی مشکل کی گھڑی ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کرے۔ اور اکابر سے جو دعائیں یا وظائف منسوب ہیں انہیں عمل میں لائے۔ یا اپنے پیر و مرشد سے دعا کی درخواست کرے۔ اور نام نہاد عاملوں کے چکر سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہے۔

(۲۰) وسوسہ کے دفع کے لیے کیا پڑھے؟

عرض: وسوسہ کے دفع کے لیے کیا پڑھے؟

ارشاد: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم پڑھنے سے فوراً وسوسے دفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہنے سے دور ہو جاتے ہیں۔

(الملفوظ حصہ اول، ص ۱۷)

فائدہ: بسا اوقات ایسے ایسے وسوسے بھی آتے ہیں جن سے دل و دماغ متاثر ہونے لگتے ہیں، اس لیے وسوسے کے دفع کرنے کا یہ آسان عمل خود بھی کریں، اور دوسروں کو بھی بتائیں۔

(۲۱) گلا پھول گیا ہو تو کیا کرے؟

عرض: ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے اس کے لیے کوئی دعا ارشاد ہو؟

ارشاد: اَمْ اَبْرِمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے۔

(الملفوظ حصہ چہارم، ص ۵۲)

فائدہ: اس قسم کے مرض ہونے پر جہاں دوا کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں وہیں خلوص نیت کے ساتھ اسے بھی عمل میں لائیں، ان شاء اللہ جلّ جلالہٗ ضرور افاقہ بلکہ شفا ملے گی۔

(۲۲) کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

عرض: کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ارشاد: داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا، اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے ہاتھ سے توڑنا چاہیے، ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادتِ متکبرین ہے۔ (الملفوظ حصہ اول، ص ۸۰)

فائدہ: عوام تو خیر عوام ہیں بعض خواص بھی اس سنت کے تارک نظر آتے ہیں۔ اور متکبرانہ طرز کو اپناتے ہوئے کھانا کھاتے ہیں، ممکن ہے اس کے پیچھے بے توجہی کارفرما ہو۔

(۲۳) کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے؟

عرض: کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے؟

ارشاد: کھانا کھاتے وقت التزام کر لینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی، اور مکروہ ہے۔ اور لغو باتیں کرنا ہر وقت مکروہ، اور ذکرِ خیر کرنا یہ جائز ہے۔ (الملفوظ حصہ چہارم، ص ۱۳)

فائدہ: کھانا کھاتے وقت بالکل خاموش بھی نہیں رہنا چاہیے اور نہ غیر ضروری باتیں کرنی چاہیے، بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتے ہوئے کھانا کھانا چاہیے۔ کھانے کا ذائقہ، کھانا بنانے والے کی تعریف، سبزیوں کے فوائد وغیرہ بزرگوں کی پسندیدہ غذا، اس قسم کی باتوں سے سلسلۂ گفتگو جاری رکھا جا سکتا ہے۔

(۲۴) اشعار لکھے ہوئے دستر خوان کا استعمال

عرض: دستر خوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے؟

ارشاد: ناجائز ہے (الملفوظ، حصہ دوم ۴۷)

فائدہ: آج بھی بعض لوگوں کے یہاں اردو اشعار لکھے ہوئے دستر خوان استعمال کیے جاتے ہیں، ایسے دستر خوان لوگ خریدنا بند کر دیں تو بنانے والے بنانا بھی بند کر دیں گے۔

(۲۵) اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

ارشاد: مکروہ ہے۔ (الملفوظ حصہ چہارم، ص ۲۲)

فائدہ: مکروہ سے مراد مکروہِ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اس کے بارے میں فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ اپنے فتویٰ میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے کہ مطلق کراہت سے کراہتِ تحریمی ہی مراد ہوتی ہے اور کراہتِ تحریمی ناجائز و گناہ ہوتی ہے" (فتاویٰ فیض الرسول، جلد دوم، ص ۴۳۶)

لہٰذا مسلمانوں کو اوجھڑی کھانے سے پرہیز ہی کرنی چاہیے۔

(۲۶) کیا خلال کرنا سنت ہے؟

عرض: خلال کرنا سنت ہے؟

ارشاد: ہاں تنکے سے کرنا سنت ہے۔ (الملفوظ حصہ سوم، ص ۴۲، ۴۲)

فائدہ: حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب بہارِ شریعت میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اسے پھینک دے اور اگر نگل گیا تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے، بلکہ اسے لیے رہے جب اس کے سامنے طشت (ہاتھ دھونے کا برتن) آئے، اس میں ڈال دے۔ پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے۔ (عالمگیری)

خلال کے لیے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تلخی سے مونھ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑھوں کے لیے بھی مفید ہے۔ جھاڑو کی سینکیں بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

(بہارِ شریعت، جلد سوم، حصہ شانزدہم، ص ۳۸۲)

(۲۷) قبرستان میں جوتا پہن کر جانا کیسا ہے؟

عرض: قبرستان میں جوتا پہن کر جانا کیسا ہے؟

ارشاد: حدیث میں فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ دوسری حدیث میں فرمایا، اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ یہ وہ فرمارہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہاں کا چین بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۷۰، ۷۱)

فائدہ: اپنے عزیز، رشتہ دار کی قبر کے قریب یا کسی کے انتقال پر دفن کرتے وقت مٹی دینے کے لیے قبرستان میں گزرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے قدم کہاں پڑ رہے ہیں، کسی بھی قبر پر غلطی سے بھی پیر نہ پڑے اس بات کا ضرور خیال رکھیں، یہی بہتر ہے۔ جیساکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بیان کردہ حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲۸) تعزیہ داری میں جانا کیسا ہے؟

عرض: تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں (جانا) چاہیے ناجائز کام میں جس طرح جان (اس میں شریک ہو کر (ومال سے (چندہ دے کر) مدد کرے گا یوں ہی سواد (بھیڑ) بڑھا کر بھی مدد گار ہو گا، ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے (الملفوظ، حصہ دوم، ص۸۷)

فائدہ: تعزیہ داری پر کچھ لوگ اس قدر مصر ہوتے ہیں کہ الامان والحفیظ ہی زبانِ حال سے نکلتا ہے۔ اور جو لوگ مہذب کہلاتے ہیں وہ لوگ تعزیہ داری میں تو شامل نہیں ہوتے ہیں مگر تماشہ دیکھنے میں ضرور شامل ہو جاتے ہیں، ان کو چاہیے کہ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں اور غور کریں کہ کیا کر رہے ہیں۔

(۲۹) مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟

عرض: حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: غنیہ میں ہے کہ یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور کب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں، سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں (الملفوظ، حصہ دوم، ص۱۰۷)

فائدہ: باوجود اس کے عورتوں کا مزارات پر حاضری دینا بڑی افسوس ناک بات ہے، عام گفتگو کے دوران اگر کسی عورت کو کہا جائے کہ تجھ پہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت برسے تو فطری طور پر انہیں برا لگے گا، مگر خود ہی ایسا عمل کرنا کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت کرتے ہیں یہ کہاں کی عقل مندی ہے؟

(۳۰) سود خوری کی سزا

عرض: سود خور کا قیامت کے روز کیا حال ہو گا؟

ارشاد: ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے، ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں رکھے۔

(الملفوظ حصہ دوم، ص ۱۰۲)

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اور کھانے والے، سود دینے والے، اور اس کا کاغذ لکھنے والے، اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر، اور فرمایا وہ سب برابر ہیں، سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ (الملفوظ حصہ دوم، ص ۱۰۲)

(۳۱) عقیقے کا گوشت کون کون کھا سکتا ہے؟

عرض: عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ، نانا نانی، دادا دادی، ماموں چچا وغیرہ کھائیں یا نہیں؟

ارشاد: سب کھا سکتے ہیں۔ (الملفوظ حصہ اول، ص ۳۵،۳۶)

فائدہ: لوگوں میں یہ جو مشہور ہے کہ فلاں فلاں رشتہ دار گوشت نہیں کھا سکتے، یہ سراسر غلط ہے۔ جس طرح قربانی کا گوشت سب لوگ کھا سکتے ہیں بالکل اسی طرح عقیقہ کا گوشت بھی سب لوگ کھا سکتے ہیں، شریعت نے کسی بھی رشتہ دار کو عقیقے کا گوشت کھانے سے منع نہیں کیا ہے۔

(۳۲) داڑھی منڈانا اور کتروانا کیسا ہے؟

عرض: داڑھی منڈانا اور کتروانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟

ارشاد: کتروانا یا منڈانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ، جس سے فاسقِ معلن ہو جائے گا۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اگر اعادہ نہ کیا گناہ گار ہو گا۔

(الملفوظ حصہ اول، ص ۴۷)

فائدہ: جو لوگ داڑھی منڈانے کے عادی ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ اس گناہِ بے لذت میں گرفتار ہو کر وہ کیوں عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں؟

(۳۳) گناہ صغیرہ و کبیرہ میں کیا فرق ہے؟

عرض: گناہ صغیرہ و کبیرہ میں کیا فرق ہے؟

ارشاد: گناہ کبیرہ سات سو ہیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ و کبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے، وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جس گناہ کو ہلکا جان کر کرے گا وہی کبیرہ گناہ ہے۔ ان کے امتیاز کے لیے صرف اس قدر کافی

ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ، جو گناہ بے باکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔
(الملفوظ حصہ اول، ص ۷۰)

فائدہ: گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، گناہ بہر حال گناہ یعنی اپنے پروردگار کی نافرمانی ہے۔ اور مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے معبود کی نافرمانی کرے اگرچہ صغیرہ گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ دل سے خوفِ خدا اگر رخصت ہو جائے تو بندہ گناہ کرنے میں بے باک ہو جاتا ہے، پھر وہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اس کی پرواہ نہیں کرتا، بس نفسانی خواہشات کی تکمیل میں احکامِ شرع کی پامالی کرتا چلا جاتا ہے۔

(۳۴) کسی کو گناہ کرتے دیکھنا

عرض: زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب زید اس کے پیچھے (نماز میں) اقتدا کر سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: کر سکتا ہے۔ یہ اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے **تَرَی الْقَذَاۃَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْكَ وَلَا تَرَی الْجِذْعَ فِیْ عَیْنِكَ** ہاں فاسقِ معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے۔
(الملفوظ حصہ سوم، ص ۷۲)

فائدہ: اس ارشاد سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو لوگوں کی غلطیوں کی تو لوگوں میں تشہیر کرتے پھرتے ہیں اور جہل کی بنا پر فتویٰ بھی دے دیتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، مگر اس وقت اپنے آپ سے اور اپنے افعال سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ جو فاسقِ معلن یعنی علی الاعلان فسق کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے، لیکن اس کے برخلاف وہ پوشیدہ طور پر گناہ کرتا ہے تو دیکھنے والے کو چاہیے کہ اپنے آپ کا بھی جائزہ لے اگر وہ کوئی گناہ نہیں کرتا ہے تو بیشک اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور اگر خود بھی پوشیدگی میں گناہ کرتا ہو تو اپنے جیسا ان کو بھی سمجھے اور ان کی عیب پوشی کرے۔

(۳۵) بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے؟

عرض: بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے؟

ارشاد: بیعانہ تو آج کل یوں ہوتا ہے کہ اگر خریدار بعد بیعانہ دینے کے نہ لے تو بیعانہ ضبط، اور یہ قطعاً حرام ہے (الملفوظ، حصہ سوم، ص ۲۴)

فائدہ: آج کل بیعانہ کی یہی صورت جسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے "قطعاً حرام" لکھا ہے، رائج ہے، اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس مسئلہ سے عوام الناس آگاہ ہے؟ اگر نہیں تو انہیں اس سے آگاہ کرنا ہماری اور آپ کی دینی ذمہ داری نہیں؟

(۳۶) جانوروں کو کھلانے پلانے کا ثواب

عرض: جانوروں کو کھلانے پلانے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: ہاں! حدیث میں ارشاد ہوا فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ وَّطَبَۃٍ اَجْرًا ہر تر جگر میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔ (الملفوظ حصہ سوم، ص ۶۷)

فائدہ: جن جانوروں کو اپنے ماتحت رکھا ہو، ان کے کھانے پینے کا خیال رکھنا ضروری ہے، جیسا کہ:

"حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی اور وہ عورت اسی وجہ سے جہنم میں داخل ہو گئی اور یہ نہ اسے کھلاتی تھی نہ پلاتی تھی اسے باندھے رکھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

(صحیح مسلم، جلد سوم، حدیث ۱۳۵۵)

نیز ایک حدیث شریف میں ہے:

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے گرمی کے دن میں ایک کتے کو کنوئیں کے ارد گرد پیاس کی وجہ سے اپنی زبان نکالے چکر لگاتے دیکھا تو اس نے اپنے موزے میں اس کتے کے لیے پانی کھینچا پس اس عورت کی مغفرت کر دی گئی۔

(صحیح مسلم، جلد سوم، حدیث ۱۳۶۳)

(۳۷) قبر اونچا کرنا کیسا ہے؟

عرض: قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟

ارشاد: خلافِ سنت ہے۔ میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھیے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔ (الملفوظ حصہ سوم، ص ۷۲)

فائدہ: بعض علاقوں میں قبر کی اونچائی خلافِ سنت یعنی ایک بالشت سے اونچی ہوتی ہے جو یقیناً دین و

شریعت سے دوری یالاعلمی کی وجہ سے ہوتی ہے، ائمۂ مساجد پر لازم ہے کہ اس قسم کے مسائل لوگوں میں گاہے بگاہے بیان کرتے رہیں تاکہ عین وقت میں اس پر عمل کرنے کے لیے عوام تیار ہو جائے، ورنہ عین وقت میں عوام کے دستور یا علاقے میں رائج طریقوں سے ہٹ کر کوئی کام کرنے کہا جائے تو اس کا خاطر خواہ فائدہ دیکھنے کو نہیں ملتا ہے، البتہ پہلے سے ہی غلط طریقوں اور کاموں کی نشاندہی اچھے انداز و الفاظ میں کر دی جائے تو عین اس وقت جبکہ وہ کام کیا جا رہا ہو، اس کی اصلاح کی جائے تو لوگ ضرور اس پر عمل کریں گے۔

(۳۸) کیا عالِم کی زیارت کرنا ثواب ہے؟

عرض: حضور! کیا یہ صحیح ہے کہ عالم کی زیارت کرنا ثواب ہے؟

ارشاد: ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے، قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔ (الملفوظ حصہ سوم، ص ۶۵)

فائدہ: حدیث شریف میں ہے: عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں، جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔

(ترمذی شریف، بحوالہ بہارِ شریعت، جلد سوم، حصہ شانزدہم، ص ۶۲۰)

(۳۹) دنیا کے فنا ہونے کے بعد مسجدیں کہاں جائیں گی؟

عرض: کیا یہ صحیح ہے کہ کعبہ معظمہ جنت میں جائے گا؟

ارشاد: ہاں! کعبہ معظمہ اور تمام مساجد۔ (الملفوظ حصہ چہارم، ص ۷۰)

فائدہ: جنت میں حضور اقدس ﷺ کا روضہ مبارک اور جملہ انبیاے کرام علیہم السلام کے روضے بھی جنت میں جائیں گے جیساکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے ملفوظات میں آگے تشریح فرمائی ہے۔ تفصیل کے لیے الملفوظ مطالعہ فرمائیں۔

(۴۰)وقتِ دفن اذان کیوں کہی جاتی ہے؟

عرض: وقتِ دفن اذان کیوں کہی جاتی ہے؟

ارشاد: دفعِ شیطان کے لیے۔ حدیث میں ہے کہ اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہے کہ روحا تک بھاگتا ہے اور روحا مدینہ طیبہ سے ۳۶ میل ہے۔ اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں۔ مَنۡ رَّبُّکَ، تیرا رب کون ہے، یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے۔ جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا۔

(الملفوظ حصہ چہارم، ص۶۹)

فائدہ: اس کے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب "**ایذان الاجر فی الاذان القبر**" اور حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی کتابِ مستطاب "**جاء الحق**" اور علامہ عبد الستار ہمدانی صاحب قبلہ کی کتاب "**فلسفۂ اذان قبر**" ملاحظہ فرمائیں۔

مآخذومراجع

الملفوظ

مرتب حضور مفتی اعظم، ناشر: مکتبہ قادریہ، اتوار بازار سدھارتھ نگر، یوپی، سن اشاعت ۲۰۰۵ء

حیاتِ اعلیٰ حضرت

مصنف حضور ملک العلماء، ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور، سالِ طباعت ۲۰۰۳ء

اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت

مرتب رضاء الحسن قادری، ناشر: اکبر بک سیلرز لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۵ء

ماہنامہ المیزان بمبئی

امام احمد رضا نمبر، جلد ۶، شمارہ ۷، ۸، ۹، اپریل مئی جون، اشاعت: ۱۹۷۶ء

تلخیص فتاویٰ رضویہ

مؤلف مولانا محمد اسد قادری عطاری، ناشر: اکبر بک سیلرز لاہور، اشاعت: ۲۰۱۰ء

احکامِ شریعت

مصنف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ، ناشر: کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور ۲۰۱۲ء

معارفِ رضا

شمارہ نمبر ۱۸، ناشر: ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان، ۱۹۹۸ء

حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی

مصنف، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ناشر: اسلامی کتب خانہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

سوانحِ اعلیٰ حضرت

مصنف حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ، ناشر: مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ۱۹۸۷ء